فہرست

حصۂ نثر

خطبہ [4 — 9]

ہندو اور مسلمان ایک قوم ہیں	سرسیّد احمد خاں	6

خط [10 — 33]

بہ نام میر مہدی مجروح	اسداللہ خاں غالبؔ	12
بہ نام ہرگوپال تفتہ	اسداللہ خاں غالبؔ	13
بہ نام علاء الدین خاں علائی	اسداللہ خاں غالبؔ	14
جیل سے والدہ کے نام خط	اشفاق اللہ خاں (شہید)	26

مختصر افسانہ [34 — 93]

روشنی	پریم چند	36
انوکھی مسکراہٹ	سیّد محمد محسن	49
باغ کا دروازہ	طارق چھتاری	63
خوشبو	غزال ضیغم	77
سیلاب (ترجمہ شدہ ملیالی کہانی)	تکشی شیوشنکر پلّے	87

مضمون [94 — 103]

شےِ لطیف (علمی مضمون)	سیّد حامد	96

ناول [104 — 125]

اصلاح النسا (اقتباس)	رشیدۃ النسا	107
پانی (اقتباس)	غضنفر	117

ڈراما [126 — 144]

انارکلی (اقتباس)	امتیاز علی تاج	129

خاکا [145 — 158]

کلیم الدین احمد	احمد جمال پاشا	147

حصّۂ شاعری

نظم

[161 — 186]

آٹا دال	نظیر اکبر آبادی	164
مناظرۂ رحم وانصاف	الطاف حسین حالی	168
پھول	علّامہ اقبال	173
جاوید کے نام	علّامہ اقبال	174
معرکۂ جہیز و دین مہر (ظریفانہ نظم)	رضا نقوی واہی	178
سفید رات (ترجمہ شدہ ہندی نظم)	آلوک دھنوا	182

غزل

[187 — 204]

آہِ سحر نے سوزشِ دل کو مٹا دیا	محمد تقی میر	189
سُنا ہے حال ترے کشتگاں بچاروں کا	محمد تقی میر	189
خواب میں مجھ کو خیالِ نرگسِ مستانہ تھا	خواجہ حیدر علی آتش	194
کام ہمت سے جواں مرد اگر لیتا ہے	خواجہ حیدر علی آتش	194
تاثیر صبر میں نہ اثر اضطراب میں	مومن خاں مومن	198
ہم سمجھتے ہیں آزمانے کو	مومن خاں مومن	198
کدورت اے دلِ محزوں کہاں نکلتی ہے	شاد عظیم آبادی	202
قدرِ ہنر تھی جن سے، وہ اہلِ نظر گئے	شاد عظیم آبادی	202

شخصی مرثیہ

[205 — 211]

لفظوں کی بھیگی آنکھیں	ظفر گورکھپوری	207

مثنوی

[212 — 227]

سحر البیان (اقتباس)	میر حسن	214

مزید مطالعے کے لیے

مضمون [230 — 243]

میر کلو کی گواہی (ظریفانہ مضمون)	انجم مانپوری	231
علامہ ظہور (ظریفانہ مضمون)	کنھیالال کپور	239

انٹرویو [244 — 253]

میں ساڑی رپورٹر کہلاتی تھی	قرۃ العین حیدر	246

حمد [254 — 258]

ترا ہی بحر، سفینہ رواں بھی تیرا ہے	مظہر امام	256

نظم [259 — 275]

ملاقات	فیض احمد فیض	260
زنداں کی ایک شام	فیض احمد فیض	261
ڈاسنہ اسٹیشن کا مسافر	اختر الایمان	266
اہتمام سفر سے پہلے کا پڑاو	اختر الایمان	268
میرا وطن یہی ہے	ساجدہ زیدی	271

غزل [276 — 279]

دل میں اک لہر سی اٹھی ہے ابھی	ناصر کاظمی	277
کچھ یادگار شہر ستم گر ہی لے چلیں	ناصر کاظمی	277

مثنوی [280 — 284]

سوز و گداز (اقتباس)	شوق نیموی	281

رباعی [285 — 297]

رباعیات	امجد حیدر آبادی	287
رباعیات	فراق گورکھپوری	291
رباعیات	جمیل مظہری	295

خطبہ

خطبے کا تعلق تخلیقی ادب سے نہیں ہے لیکن علوم کی مذہبی اور دانش ورانہ تاریخ کا مطالعہ کریں تو خطبات کی اہمیت واضح ہو جائے گی۔ مذاہب میں پیغمبران، اولیاے کرام اور علماے دین کی وہ باتیں خطبے کے ذیل میں آتی ہیں جن میں عوام کی ہدایت کے لیے کوئی خاص پیغام ہو۔ ہندستان میں جدید تعلیم کے فروغ کے دور میں خطبات کو باضابطہ شکل ملی۔ بالخصوص علی گڑھ کی تعلیمی تحریک کے دوران مختلف دانش وروں نے ملک کے طول و عرض میں جو عوامی خطابات کا سلسلہ قائم کیا، انھیں مقبولیت حاصل ہوئی۔ انگریزوں کے یہاں ایسے خطابات بہت اہتمام کے ساتھ تہذیب کا حصّہ بن چکے تھے اور دانش وران اپنے خطبات تحریری شکل میں پیش کرنا شروع کر چکے تھے۔

ہندستان میں قومی تحریک کے زمانے میں کانگریس صدور کے لکچرز کی تاریخی اہمیت قائم ہوئی۔ لیکن اس سے قبل سرسیّد احمد خاں، ان کے دیگر رفقا اور وِویکانند کے خطبات اپنی افادیت اور علمی اعتبار کی وجہ سے یادگار بن چکے تھے۔ اردو والوں میں سرسیّد ان ابتدائی لوگوں میں ہیں جنھوں نے اپنی خصوصی تقاریر کو تحریری شکل دے کر دائمی حیثیت عطا کی۔ ڈپٹی نذیر احمد، شبلی نعمانی، علاّمہ اقبال، سیّد سلیمان ندوی، ابوالکلام آزاد، ذاکر حسین اور سیّد ابوالحسن علی ندوی کے خطبات ہمارے لیے اثاثہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان سب کے خطبات کی علمی اور دانش ورانہ بنیادیں بہت مضبوط ہیں اور انھیں کی کوششوں سے ہندستان کی سیاسی اور سماجی زندگی میں سینکڑوں تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔

خطبہ (جمع۔ خطبات)، خطاب، لکچر، اَڈریس جیسی اصطلاحیں اردو میں بھی رائج ہیں۔ انھیں عمومی گفتگو یا تقریر سے صرف اس لیے الگ تسلیم کیا جاتا ہے کہ ان کے خطاب کنندگان بڑے دانش ور ہوتے ہیں اور اکثر و بیش تر ان کے موضوعات بھی مخصوص ہوتے ہیں۔ ایسے خطبات کے لیے خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔ بالعموم یہ خطبات عقلی اور معروضی بنیادوں پر حالات اور واقعات کے تجزیے کے لیے وقف ہوتے ہیں۔ ہر خطبے کا یہ لازمی مقصد ہوتا ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ لوگ سنیں اور اس سے بڑا عوامی اور قومی فائدہ حاصل ہو۔

سرسیّد احمد خاں

سیّد احمد خاں 17 اکتوبر 1817ء کو دلّی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام میر متقی اور دادا کا نام سیّد ہادی تھا۔ ان کے اسلاف شاہ جہاں کے زمانے میں ہندستان آئے اور مختلف بڑے عہدوں پر فائز ہوئے۔ یہ گھرانا بے حد معزز اور مذہبی تھا۔

سیّد احمد خاں کی ابتدائی تعلیم ان کی ماں عزیز النسا بیگم کے ذریعے ہوئی جنھوں نے قرآنِ کریم کے چند پارے اور اردو کی ابتدائی کتابیں پڑھائیں۔ انھوں نے بیٹے کی تربیت بھی بہت خوش اسلوبی سے کی۔ چوں کہ سیّد احمد خاں کا بچپن اپنی ننھیال میں گزرا تھا، لہٰذا ان کی ذہنی تربیت میں ان کے نانا خواجہ فرید الدین کا بھی بڑا ہاتھ رہا۔ سرسیّد نے مشہور عالمِ دین مولانا حمید الدین اور دیگر اساتذہ سے کسبِ فیض کرتے ہوئے عربی، فارسی، طب اور ریاضی کی تعلیم حاصل کی۔

1836ء میں انیس برس کی عمر میں سیّد احمد خاں کی شادی پارسا بیگم سے ہوئی۔ اپنے والد کی وفات کے بعد 1838ء میں وہ ایسٹ انڈیا کمپنی میں عارضی سررشتہ دار مقرر ہوئے۔ 1841ء میں انھوں نے منصفی کا امتحان پاس کیا اور مین پوری میں بہ طورِ منصف ان کا تقرّر ہوا۔ وہاں سے ان کا تبادلہ فتح پور سیکری اور بعد میں دہلی ہوا۔ 1842ء میں بہادر شاہ نے جوادالدولہ عارف جنگ کے خطاب سے نوازا۔ 1855ء میں صدر امین کی حیثیت سے وہ بجنور گئے۔ 10 مئی 1857ء کو جب غدر کی ابتدا ہوئی تو سرسیّد بجنور میں ہی تھے۔ غازی پور میں انھوں نے سائنٹفک سوسائٹی کی بنیاد ڈالی۔ 1864ء میں ان کا تبادلہ علی گڑھ ہو گیا۔ اپریل 1869ء میں وہ لندن گئے۔ اکتوبر 1870ء میں وہاں سے واپسی کے بعد رسالہ "تہذیب الاخلاق" کا اجرا کیا۔ 1875ء میں "مدرسۃ العلوم" (محمڈن اینگلو اورینٹل اسکول اور کالج) کی بنیاد ڈالی جو اُن کے مرنے کے بعد ترقی کرتے ہوئے 1920ء میں علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی میں تبدیل ہو گیا۔ سیّد احمد خاں کو انگریزی حکومت نے "سر" کے خطاب سے بھی نوازا جو اُن کے نام کا حصہ بن گیا۔ 27 مارچ 1898ء کو ان کا انتقال ہو گیا۔

سرسیّد نے اپنے تعلیمی اور اصلاحی کاموں کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف میں بھی خصوصی دلچسپی لی اور کئی یادگار کتابیں لکھیں جن میں "آثار الصنادید"، "خطباتِ احمدیہ"، "اسبابِ بغاوت ہند"، "تفسیر القرآن" اور "تبیین القرآن" بہ طور خاص اہم ہیں۔ انھوں نے کئی اہم تاریخی کتابوں کو بھی مرتّب کیا۔ انھوں نے کثیر تعداد میں اصلاحی مضامین بھی قلم بند کیے۔

سرسیّد اور ان کے رفقا نے اردو نثر میں سادہ بیانی اور مختصر نویسی کو رواج دیا اور اس زبان کو ترقی کی نئی بلندیاں عطا کیں۔ ان کی ہمہ جہت ادبی خدمات کو دیکھتے ہوئے انھیں اردو نثر کا باوا آدم بھی کہا جاتا ہے۔ سرسیّد نے اپنے وطن اور ابنائے وطن بالخصوص مسلمانوں کے لیے بڑی قربانیاں دیں۔ مسلمانوں کو غدر کے صدمے کو بھلا کر جدید تعلیم کی جانب راغب کیا۔ وہ ایک بڑے مصلح اور بڑے ادیب کی حیثیت سے ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔

سر سیّد احمد خاں خطبہ

ہندو اور مسلمان ایک قوم ہیں

اے میرے دوستو!

تمھارے ملک ہندستان میں دو قومیں آباد ہیں جو ہندو اور مسلمان کے نام سے مشہور ہیں۔ جس طرح کہ انسان میں بعض اعضاے رئیسہ ہیں، اسی طرح ہندستان کے لیے وہی دونوں قومیں بہ منزلۂ اعضاے رئیسہ کے ہیں۔ ہندو ہونا یا مسلمان ہونا انسان کا اندرونی خیال بالعقیدہ ہے جس کو بیرونی معاملات اور آپس کے برتاو سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ کیا خوب کہا ہے جس نے کہا ہے کہ انسان کے دو حصّے ہیں۔ اس کے دل کا خیال یا عقل خدا کا حصّہ ہے اور اس کا اخلاق اور میل جول اور ایک دوسرے کی ہمدردی اس کے ابناے جنس کا حصّہ ہے۔ پس خدا کے حصّے کو خدا پر چھوڑ دو اور جو تمھارا حصّہ ہے، اس سے مطلب رکھو۔

اے عزیزو! جس طرح ہندوؤں کی شریف قومیں اس مُلک میں آئیں، اُسی طرح ہم بھی اس ملک میں آئے۔ ہندو اپنا ملک بھول گئے۔ اپنے دیس سے پردیس ہونے کا زمانہ اُن کو یاد نہیں رہا اور ہندستان ہی کو اُنھوں نے اپنا وطن سمجھا اور یہ جانا کہ ہمالیہ اور بندھیا چل کے درمیان ہی ہمارا وطن ہے۔ ہم کو بھی اپنا ملک چھوڑے سینکڑوں برس ہو گئے۔ نہ وہاں کی آب و ہوا ہم کو یاد ہے، نہ اس ملک کی فضا کی خوبصورتی، نہ وہاں کے پھلوں کی تر و تازگی اور نہ میووں کی لذّت اور نہ اپنے مقدّس ریتیلے و کنکریلے ملک کی برکت۔ ہم نے بھی ہندستان کو اپنا وطن سمجھا اور اپنے سے پیش قدموں کی طرح ہم بھی اس ملک میں رہ پڑے۔ پس اب ہندستان ہی ہم دونوں کا وطن ہے۔ ہندستان ہی کی ہوا سے ہم دونوں جیتے ہیں۔ مقدّس گنگا جمنا کا پانی ہم دونوں پیتے ہیں۔ ہندستان ہی کی زمین کی پیداوار ہم دونوں کھاتے ہیں۔ مرنے میں، جینے میں، دونوں کا ساتھ ہے۔

ہندستان میں رہتے رہتے دونوں کا خون بدل گیا۔ دونوں کی رنگتیں ایک سی ہو گئیں۔ دونوں کی صورتیں بدل کر ایک دوسرے کے مشابہ ہو گئیں۔ مسلمانوں نے ہندوؤں کی سینکڑوں رسمیں اختیار کر لیں۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کی سینکڑوں عادتیں لے لیں۔ یہاں تک کہ ہم دونوں آپس میں ملے۔ ہم دونوں نے مل کر ایک نئی زبان اردو پیدا کر لی جو نہ ہماری زبان تھی نہ اُن کی۔ پس اگر ہم اس حصّے سے جو ہم دونوں میں خدا کا حصّہ ہے، قطع نظر کریں تو درحقیقت ہندستان میں ہم دونوں بہ اعتبار اہلِ وطن ہونے کے ایک قوم ہیں۔ اور ہم دونوں کے اتفاق اور باہمی ہمدردی اور آپس کی محبت سے ملک کی اور ہم دونوں کی ترقی و بہبودی ممکن ہے۔ اور آپس کے نفاق اور ضد و عداوت اور دوسرے کی

بدخواہی سے ہم دونوں برباد ہونے والے ہیں۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جو اِس نکتے کو نہیں سمجھتے اور آپس میں ان دونوں قوموں میں تفرقہ ڈالنے کے خیالات پیدا کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اس مضرّت اور نقصان میں خود بھی شامل ہیں اور آپ اپنے پانو پر کلھاڑی مارتے ہیں۔

اے میرے دوستو! میں نے بارہا کہا ہے اور پھر کہتا ہوں کہ ہندستان ایک دلہن کے مانند ہے جس کی خوب صورت اور رسیلی آنکھیں ہندو اور مسلمان ہیں۔ اگر وہ دونوں آپس میں نفاق رکھیں گے تو وہ پیاری دلھن بھینگی ہو جاوے گی۔ اور اگر ایک دوسرے کو برباد کریں گے تو وہ کانڑی بن جاوے گی۔ پس اے ہندستان کے رہنے والے ہندو مسلمانو! اب تم کو اختیار ہے کہ چاہو اس دلھن کو بھینگا بناؤ، چاہو کانڑا۔

بے شک انسانوں میں باہم کبھی کبھی رنج ہو جانا ایک قدرتی بات ہے۔ ہندو اور مسلمانوں پر موقوف نہیں ہے۔ آپس میں، ہندو ہندوؤں میں، مسلمان مسلمانوں میں، بھائی بھائیوں میں، باپ بیٹوں میں، ماں بیٹیوں میں رنج ہو جاتا ہے۔ مگر اس رنج کو قائم رکھنا اور پکائے جانا اور بڑھائے جانا انسان کی، ملک کی، قوم کی، خاندان کی پوری بدبختی ہے۔ کیا مبارک ہیں وہ لوگ جو معافی چاہتے ہیں اور اس گرہ کے کھولنے میں جو محبّت میں اتفاق سے پڑ گئی ہے، پیش قدمی کرتے ہیں اور اپنے بھائی یا ہم وطن یا ہم قوم سے بے قصور ہونے پر بھی معافی چاہتے ہیں اور محبت کو ٹوٹنے نہیں دیتے۔ مقلّبُ القلوب! تو ہندستان کے لوگوں کے دلوں کو اسی طرف پھیر دے۔

(۲۷؍ جنوری ۱۸۸۳ء کو پٹنہ میں دیا گیا لکچر)

لفظ و معنی

عضو — جسم کا حصّہ، (جمع اعضا)
اعضائے رئیسہ — جسم کے اہم حصّے جیسے دماغ، دل، جگر وغیرہ
بہ منزلہ — بجائے، بہ طور
عقیدہ — مذہبی اصول کو ماننا، بھروسہ، اعتبار
بالعقیدہ — عقیدے کے ساتھ
ابنائے جنس — ایک ہی جنس کے، ہم جنس
مقدّس — پاک، احترام کے لائق
مُشابہ — ملتا جلتا، مانند، مثل، مطابق
قطعِ نظر — نظر ہٹانا
بہبودی — بھلائی

بدخواہی	-	بُرا چاہنا
تفرقہ	-	فرق، نااتفاقی، نفاق، پھوٹ
مُضرت	-	نقصان، ضرر
اپنے پانو پر کلھاڑی مارنا	-	اپنا بُرا آپ کرنا
کانڑی	-	ایک آنکھ سے اندھی
مَوقُوف	-	چھوڑ دیا گیا، برخاست کیا گیا
گِرہ کھولنا	-	گانٹھ کھولنا، دل کی رنجش دور کرنا
پیش قدمی	-	پہل، آغاز، چڑھائی، جرأت
قلب	-	دل (جمع قلوب)
مقلّب القلوب	-	دلوں کو پھیرنے والا، ارادہ بدل دینے والا، اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے

آپ نے پڑھا

- ☐ ہندو ہونے یا مسلمان ہونے کا تعلق عقیدے سے ہے۔ انسان ہونے کی حیثیت سے ایک انسان کا دوسرے انسانوں سے برتاو محض عقیدے کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ وہ جن کے بیچ رہتا ہے، ان کے لیے اس کے دل میں اخلاق، محبت اور ہمدردی کا جذبہ ہوتا ہے۔ اسی زاویۂ نگاہ کے پیش نظر سر سیّد احمد خاں نے ہندو اور مسلمانوں کے بیچ بڑھ رہے آپسی نفاق اور رنجش کو دور کرنے کے لیے دلیلوں، مثالوں اور تاریخی حوالوں کا اپنے خطبے میں استعمال کیا ہے۔
- ☐ دونوں قومیں ہندستان کی دھرتی پر مختلف مقامات سے آکر بسیں۔ انھوں نے اسی کو اپنا وطن مان لیا اور اب یہی اُن کے جینے اور مرنے کی جگہ ہے۔ ایک ہی دھرتی کے باشندہ ہونے کے سبب دونوں دو قومیں نہیں بلکہ ایک قوم ہیں۔
- ☐ مذہب اور عقیدے سے الگ مخصوص جغرافیائی حدود میں بسنے والے انسانی گروہوں کو ایک قوم قرار دینا سر سیّد احمد خاں کی روشن خیالی اور وسیع النظری کی دلیل ہے۔
- ☐ ہندوؤں اور مسلمانوں کے جس اجتماع کو انھوں نے خطاب کیا؛ آسان لفظوں اور سمجھ میں آجانے والی سامنے کی مثالوں کے ذریعہ سب کو قائل کرنے کی کوشش کی، اس کے واقعتاً دوٗررس نتائج سامنے آئے۔
- ☐ یہ سر سیّد احمد خاں کا نہایت مشہور خطبہ ہے جو عظیم آباد میں دیا گیا۔ اس خطبے سے سر سیّد کی روشن خیالی، جذبۂ خیر سگالی، اخوّت اور بھائی چارے میں ان کے اعتماد کا پتا چلتا ہے۔

آپ بتائیے

1- سر سیّد احمد خاں کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی؟

2- ان کے اردو رسالے کا نام کیا تھا؟ یہ کب سے شائع ہونا شروع ہوا؟

3- علی گڑھ میں قائم ہونے والے ان کے مدرسے کا کیا نام تھا؟ یہ مدرسہ کب قائم ہوا؟
4- 1857ء کے غدر کے متعلق لکھی ہوئی ان کی کتاب کا کیا نام ہے؟
5- کیا سرسیّد ہندو مسلم اتحاد کی حمایت کرتے تھے؟
6- ''ہندستان ایک دلھن کے مانند ہے۔'' انھوں نے یہ بات کیوں کہی؟

مختصر گفتگو

1- ملک کی ترقی کے لیے سرسیّد ہندو مسلم اتحاد کو کیوں ضروری خیال کرتے تھے؟
2- ہندستانی قومیت کے فروغ میں سرسیّد کی خدمات واضح کیجیے؟
3- سرسیّد کی حیات کے تعلق سے آپ کیا جانتے ہیں؟ بتائیے۔
4- ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین محبت پیدا کرنے کے لیے کس طرح کی پیش قدمی پر سرسیّد نے زور دیا ہے؟

تفصیلی گفتگو

1- سرسیّد کے خطبے کے اہم نکات واضح کیجیے۔
2- سرسیّد کی تعلیمی خدمات پر روشنی ڈالیے؟
3- کیا سرسیّد احمد خاں جدید ہندستان کے معمار ہیں؟ دلیلوں کے ساتھ واضح کریں۔
4- ''جس طرح ہندوؤں کی شریف قومیں اس مُلک میں آئیں، اُسی طرح ہم بھی اس ملک میں آئے''۔ کیا سرسیّد کا یہ خیال ایک تاریخی حقیقت ہے؟
5- ''افسوس ہے ان لوگوں پر جو اس نکتے کو نہیں سمجھتے اور آپس میں ان دونوں قوموں میں تفرقہ ڈالنے کے خیالات پیدا کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اس مضرت اور نقصان میں خود بھی شامل ہیں اور آپ اپنے پانو پر کلھاڑی مارتے ہیں۔'' سرسیّد کی اس عبارت کی تشریح کیجیے۔

آیئے، کچھ کریں

1- سرسیّد کے اس خطبے کو ایک طالب علم یا چند طلبہ زبانی یاد کرلیں اور اسے اساتذہ اور طلبہ پر مشتمل سامعین کے ایک اجتماع میں خطبے کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے سنائیں۔ طالب علم کی آواز بلند، اُس کا لہجہ متین و شایستہ اور اُس کے کھڑا ہو کر سنانے کا انداز پُر وقار ہونا چاہیے۔
2- اسکول کی لائبریری میں سرسیّد کی کتابوں کی تلاش کیجیے اور ان کے اہم اقوال منتخب کیجیے۔
3- سرسیّد کی تحریک کے چند رفقا کی تصاویر اور ان کے حالاتِ زندگی جمع کیجیے۔